تکمیل ایمان:

مومن کا معاملہ بھی کیا خوب ہوتا ہے۔ دنیا میں بھی خوش بختی اور سعادت اس کے ہم رکاب رہتی ہے اور آخرت میں بھی فوز و فلاح اس کے قدم چومتی ہے۔ یہاں بھی آرام اور وہاں بھی آرام۔ نہ وہ دنیا میں کبھی گمراہ ہوتا ہے اور نہ آخرت میں نامراد ہوتا ہے۔ ایک مسلم جانتا ہے کہ سارے نیک اعمال ایمان کا حصہ ہیں۔ ہر وہ چیز جسے اللہ پسند کرے بس وہ ایمان ہے۔ ایک مومن کی نگاہ ہمیشہ اپنے ایمان کی تکمیل پر لگی رہتی ہے۔

ایمان کو مکمل کرنے والی چیزوں میں سے کچھ یہ ہیں:

ا۔ محبت رسول ﷺ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ» (مسلم) یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اسکی اولاد، اس کے والدین اور سارے مسلمانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ ایک بار بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگے کہ یا رسول اللہ آپ مجھے میری ذات کے علاوہ ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عمر نہیں۔ ایمان یہ ہے کہ تم اپنی ذات سے بھی بڑھ کر مجھے محبوب سمجھو حضرت عمر نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو اپنی جان سے بڑھ کر چاہتا ہوں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں اب ایمان مکمل ہوا۔ (مسلم) ایک مسلمان رسول اللہ ﷺ کا سچا چاہنے والا اسی وقت ہو سکتا ہے جب وہ آپ ﷺ کی اطاعت اور اتباع کرے۔ آپ کی سنتوں پر عمل کرے آپ کے طریقہ پر چلے۔ صرف زبان سے محبت کا دعویٰ معتبر نہیں۔ کچھ لوگوں نے اللہ سے محبت کا دعوی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمایا اور کہا کہ تمہاری محبت کی دلیل کیا ہے؟ پھر خود ہی بتایا کہ محبت کی دلیل یہ ہے کہ تم میرے احکام پر مخلصانہ عمل کرو۔ اس کے بغیر زبانی دعوی بے دلیل سمجھا جائے گا۔ قرآن میں فرمایا: ﴿ قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ ٱللَّهَ فَٱتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ ٱللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾ ﴾ (آل عمران: ۳۱) ترجمہ: کہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالی تم سے محبت کرے گا۔ اتباع رسول ہی جنت میں جانے کا واحد راستہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ: «مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الجَنَّةَ, وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى» میری امت کا ہر امتی جنت میں جائے گا علاوہ اس کے جس نے انکار کیا۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ بھلا انکار کون کرے گا؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔ (بخاری)

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری کا حکم دیا ہے۔ فرمایا: ﴿ وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟ ۚ ﴿٧﴾ ﴾ (الحشر: ٧) ترجمہ: اور تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو، اور جس سے روکے رک جاؤ۔

(۲) لوگوں کا بھلا چاہنا: خیر خواہی ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ ایک مسلمان اپنے بھائی کے لئے وہی پسند کرتا ہے جو خود اپنے لئے پسند کرتا ہے اور ہر وہ چیز جسے اپنے لئے ناپسند کرتا ہے اسے اپنے بھائی کے لئے کبھی پسند نہیں کرتا۔ اگر دل کی یہ کیفیت نہیں ہے تو یہ ایمان کی کمی ہے۔ اس پر توجہ دینا چاہئے۔ رسول اکرم ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا: «لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ» (بخاری) تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہی نہ پسند کرے جو خود اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

(۳) کھانا کھلانا اور سلام کو رواج دینا: اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ﴿ وَيُطْعِمُونَ ٱلطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِۦ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ﴿٨﴾ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ ٱللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَآءً وَلَا شُكُورًا ﴿٩﴾ ﴾ (الإنسان: ٨ – ٩) ترجمہ: اور اللہ تعالی کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین، یتیم اور قیدیوں کو۔ ہم تو تمہیں صرف اللہ تعالی کی رضامندی کے لیے کھلاتے ہیں نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں نہ شکر گزاری۔ ایمان کے تقاضے کے تحت بندہ مومن یتیموں مسکینوں، قیدیوں کو کھانا کھلاتا ہے۔ یہ عمل خالص اللہ کے لئے کرتا ہے۔ نمود و نمائش اور ریا کا جذبہ اس کار خیر میں شامل نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایمان ہی کے تقاضے کے تحت وہ ہر ایک سے محبت کرتا ہے۔ سلام کرنا اسی مخلصانہ محبت کی علامت ہے۔ اپنے بے گانے کی قید کے بغیر وہ ہر ایک کو سلام کرتا ہے۔ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کون سا اسلام اچھا ہے؟ آپ نے ارشاد

فرمایا: «تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلاَمَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ» بھوکوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر ایک کو سلام کرو۔ جس سے جان پہچان ہو اس سے بھی اور جس سے نہ ہو اس سے بھی (متفق علیہ)

سلام کو زیادہ سے زیادہ رواج دینے کا حکم دیتے ہوئے آپ نے فرمایا: «لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَوَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ» تم جنت میں نہیں جاسکتے جب تک کہ ایمان نہ لاؤ اور تم صاحب ایمان نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپس میں محبت نہ کرو۔ کیا میں تم لوگوں کو ایسی چیز نہ بتاؤں جس پر اگر عمل کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو۔ آپس میں سلام کو خوب رواج دو۔ (مسلم)

(۴) ضرر سے حفاظت: ایک مسلم کسی کو ضرر نہیں پہنچاتا۔ اس کی ذات سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی۔ کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ اس سے اللہ ناراض ہو جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ کون سا مسلمان اچھا ہو تا ہے ؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ» مسلم وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ (مسلم)

(۵) پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک، مہمان نوازی اور خیر خواہی : پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک ایمان کا حصہ ہے۔ اسی طرح مہمان نوازی بھی نیز ایمان کا ایک تقاضہ یہ بھی ہے کہ جب بولے تو بھلی بات کہے ورنہ خاموشی بہتر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَاليَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَاليَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَاليَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ» جو اللہ پر ایمان رکھے اور آخرت پر ایمان رکھے اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے اور جب بولے تو بھلی بات کرے ورنہ خاموش رہے۔ (جماعہ)

(۶) بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا: ایک مومن خیر پسند کرتا ہے۔ اسے برائیوں سے فطری طور پر نفرت ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے وہ خیر کا علمبردار اور شر کا دشمن ہوتا ہے۔ حق کا داعی اور باطل کو مٹانے والا ہوتا ہے۔ ہر ایک کے بارے میں اس کا جذبہ یہ ہوتا ہے کہ وہ جنت میں جائیں اور جہنم سے دور رہیں۔ یہی جذبہ اسے ہمیشہ مضطرب رکھتا ہے۔ وہ خود نیکی پر کاربند رہتا ہے۔ اور دوسروں کو حسب استطاعت اس کی طرف بلاتا ہے۔ برائیوں سے خود بھی بچتا اور دوسروں کو دور رکھنے کی حتی الامکان

کوشش کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ» تم میں سے جو برائی دیکھے اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے مٹادے۔ اگر ایسا نہ کرسکے تو زبان سے اسے مٹانے کی کوشش کرے۔ اور اگر ایسا بھی نہ کرسکے تو اپنے دل میں اسے برا مانے۔ یہ ایمان کا سب سے کمزور حال ہے۔(مسلم)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: «مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللهُ فِي أُمَّةٍ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّونَ، وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ، ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ، وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ، فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَيْسَ وَرَاءَ ذَلِكَ مِنَ الْإِيمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ» مجھ سے پہلے اللہ نے جتنے انبیاء بھیجے ہر ایک کے کچھ ساتھی تھے جو اپنے اپنے نبیوں کے طریقوں کو اختیار کرتے اور ان کے احکام پر عمل کرتے پھر ان کے جانشینوں کا دور آیا۔ یہ نسل جو کہتی تھی خود اس پر عمل نہیں کرتی تھی اور وہ کچھ کرتی تھی جس کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا سو ان سے جو ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن اور ان سے جو زبان سے جہاد کرے وہ مومن اور ان سے جو دل سے جہاد کرے وہ بھی مومن۔اس کے بعد ایمان کا رائی کے برابر کوئی درجہ ومقام نہیں۔(مسلم)

(۷) اللہ کے لئے محبت اور اللہ ہی کے لئے نفرت : جو اللہ سے محبت کرے، ایمان کا تقاضا ہے کہ اس سے محبت کی جائے۔اسی طرح جو اللہ سے محبت نہ کرے اس سے محبت نہ کی جائے۔اللہ کی محبت صاحب ایمان کے تعلقات کا محور اور مرکز ہوتی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «الْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ مِنَ الإِيْمَانِ» اللہ کے لئے محبت اور اسی کے لئے نفرت ایمان میں سے ہے۔ (بخاری) آپ ﷺ نی مزید فرمایا: «سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ، يَوْمَ لاَ ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ وفيه وَرَجُلاَنِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ » ایسے لوگ جو آپس میں صرف اللہ کی وجہ سے محبت کرتے ہوں ان کو اللہ تعالیٰ روز قیامت اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔ (متفق علیہ)

(۸) حیا: حیا مومن کا زیور ہے۔وہ اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے شرماتا ہے۔وہ لوگوں سے بھی حیا کرتا ہے اس لئے ان سے بدمعاملگی نہیں کرتا۔شرم وحیا میں سراسر خیر ہی خیر ہے۔ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنے بھائی کو حیا کی نصیحت کر رہا تھا آپ نے کہا کہ اسے چھیڑو نہیں، کرنے دو کیوں کہ حیا ایمان کا ایک حصہ ہے۔ (متفق علیہ)

(۹) راہ سے باعث آزار چیزوں کو ہٹانا: مسلمان ہر ایک کی سلامتی کا خواہاں ہوتا ہے۔وہ یہ بھی نہیں چاہتا کہ کسی راہ چلتے کو کوئی تکلیف پہنچے اسی وجہ سے وہ راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دیتا ہے۔اسے وہ اپنے ایمان کا لازمی تقاضا سمجھتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً، أَفْضَلُهَا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَوْضَعُهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ» ایمان کے ساٹھ یا ستر سے زیادہ حصے ہیں۔سب سے افضل لا الہ الا اللہ اور سب سے کم تر راہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ہے۔ حیا بھی ایمان کا حصہ ہے۔(متفق علیہ)

یہ چند اعمال ہیں جو ایمان کے لازمی تقاضے ہیں۔ہر مومن کو اس زیور سے آراستہ و پیراستہ ہونا چاہئے۔ یہی مومنانہ زندگی کی زینت ہیں۔ اس راہ میں جو جتنا آگے بڑھے گا اس کا ایمان اتنا ہی کامل اور مضبوط ہو گا اور جتنا پیچھے رہے گا اسی اعتبار سے اس کا یمان ناقص اور بے وزن ہو گا۔